

## عبارات اکابر

از افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد!

### تمہیدی معروضات:

حضرات اکابرین رحمہم اللہ کی عبارات پر مخالفین کی طرف سے کئے گئے اعتراضات اور ان کے جوابات شروع کرنے سے پہلے چند باتیں عرض خدمت ہیں۔

[۱]: امن وسکون کو برقرار رکھنے کے لیے یہ اصول اپنایا جائے کہ عبارت کا مطلب مصنف خود ہی بیان کرے۔

مگر فاضل بریلوی اور اس کے چاہنے والوں نے اس اصول کو یکسر نظر انداز کر کے عبارت کسی کی اور مطلب اپنی طرف سے بنا کر وار کیے بلکہ بعض موقعوں پر تو فاضل بریلوی وغیرہ سے یوں بھی ہوا ہے جسے شہید اسلام مصلح الامۃ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

”راقم الحروف غور وفکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ جناب مولانا احمد رضا خان صاحب کا قلم اور حجاج بن یوسف کی تلوار تو ام (جڑواں) پیدا ہوئے تھے۔ ان کے قلم کو تکفیر کا وہی چکا تھا جو حجاج کی تلوار کو خون آشامی کا۔ وہ فطرتاً مجبور تھے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو تیغ تکفیر سے نیم بسل کریں، اگر کسی کی کوئی عبارت یا عبارت کا نام تمام جملہ انہیں ایسا مل جاتا جو ان کے ذوق کافر گری کی تسکین کا سامان بن جاتا تو وہ اسے کافی سمجھتے تھے اور اس کی دوسری تحریروں سے آنکھیں بند کر لینا فرض سمجھتے تھے اور اگر خدا نخواستہ انہیں ایک آدھ جملہ بھی میسر نہیں آتا تو وہ اپنے ذوق کی تسکین کے لیے خود ہی ایک عبارت بنا کر کسی صاحب سے منسوب کر دیتے اور اس کی بنیاد پر انہیں کافر گری کا جواز مل جاتا، وہ شخص ہزار چہچہے چلائے شور مچائے کہ یہ عبارت میری نہیں، میں ایسی عبارت لکھنے پر لعنت بھیجتا ہوں مگر خان صاحب فرماتے ہیں کہ یہ عبارت ہم نے تمہارے نام سے چھاپی ہے اور اتنی مدت سے چھاپ رہے ہیں لہذا تمہیں تسلیم کرنا ہوگا کہ عبارت تمہاری ہے اور اس لیے تم کافر ہو۔

میں نے یہ جو کچھ لکھا ہے یہ ظرافت نہیں بلکہ واقعہ ہے۔ خان صاحب کو دو بزرگ ایسے ملے جن کی تحریر میں ان کو کوئی کلمہ کفر نہیں مل سکا جس کی بنیاد پر انہیں کافر بناتے اس لیے خان صاحب نے ایک صاحب کی طرف تو خود ایک عبارت بنا کر منسوب کر دی اور ان پر کفر کا فتویٰ صادر کر کے اکابر حرمین سے ان کو رجسٹری کروایا۔ یہ شخصیت قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ کی تھی۔ اس فتوے کی جس پر خان صاحب نے تکفیر کی بنیاد رکھی ہے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی اور جب اس کا علم ہوا تو اس سے براءت کا اظہار فرمایا اور ایسا لکھنے والے کو ملعون قرار دیا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص 208 الجزء لاهل السنہ ص 93)

مگر جناب خان صاحب کا اصرار مدت العمر یہی رہا کہ چونکہ ہم آپ کی طرف اس عبارت کو منسوب کر کے کفر کا فتویٰ رجسٹری کروا چکے ہیں لہذا یہ عبارت یقیناً آپ ہی کی ہے اور ہونی چاہیے اور لطف یہ کہ آج تک حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے انکار کے باوجود خان صاحب اور ان کی جماعت کا اصرار باقی ہے۔

کچھ اسی قسم کا حادثہ خان صاحب کو حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ قدس سرہ کے بارے میں پیش آیا، خان صاحب کا قلم حضرت مرحوم کو کافر بنانے کے لیے بے تاب تھا مگر مشکل یہ تھی کہ حضرت رحمہ اللہ کے دفتر تحریر میں خان صاحب کو ایک فقرہ بھی ایسا نہ مل پاتا تھا جس کی بنیاد پر ان کی تیغ تکفیر نیام سے باہر نکل آتی، اس مشکل کا حل خان صاحب نے یہ تلاش کیا کہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی اس کتاب

سے جو صرف مسئلہ ختم نبوت پر لکھی گئی اور جن میں منکرین ختم نبوت کو صاف الفاظ میں ”کافر“ کہا گیا ہے، تین جملے تلاش کیے اور ان کو آگے پیچھے جوڑ کر مربوط اور مسلسل عبارت بنا ڈالی۔ پس خان صاحب کی تکفیر کے لیے جواز پیدا ہو گیا۔ خان صاحب نے جس چابکدستی سے تین الگ الگ جگہ سے تحذیر الناس کے ناتمام جملوں کو ملا کر ایک مکمل عبارت تیار کرائی وہ ان کی مہارت فن کا شاہکار ہے۔

(تحفہ قادیانیت از شہید اسلام: ج 2 ص 132 تا 134)

یہی حال آج کل کے اہل بدعت کا بھی ہے، وہ بھی بدنام کرنے کے لیے جھوٹ موٹ کا سہارا لیے ہوئے ہیں۔ مختصر اُس کی دو دو جہیں سمجھ آتی ہیں کہ فاضل بریلوی نے یہ کام کیوں کیا۔

**پہلی وجہ:** چونکہ فاضل بریلوی جو عقائد و نظریات امت میں لانا چاہتا تھا وہ بعینہ شیعہ کے عقائد تھے اس لیے اس نے ان عقائد کو امت میں پھیلانے کے لیے یہ حربہ استعمال کیا کہ جھوٹ موٹ کا سہارا لے کر اہل السنۃ والجماعت کو بدنام کر کے نئی نام نہاد ”سنیت“ بنانے کی کوشش کی جس میں اس کو کامیابی یہ ہوئی کہ ایک الگ ٹولہ بنالیا۔

**دوسری وجہ:** فاضل بریلوی کو انگریز اور اہل تشیع نے اپنا بدلہ چکانے کے لیے اپنے مخالفین کے لیے کھڑا کیا۔ انگریز نے تو اس لیے تاکہ ہمارے مقابلے میں لڑنے والے لوگوں کو بدنام کیا جائے اور کوئی بھی ان لوگوں کا ساتھ نہ دے۔ شیعہ نے اس لیے کہ تحفہ اثنا عشریہ اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے حوالے سے ان کو جو پریشانیاں تھیں وہ ان سب کا بدلہ لینے کے لیے اہل السنۃ والجماعت کو ختم کر کے ایک ایسی ”اہل سنۃ“ تیار کروانا چاہتے تھے جو ہوں تو شیعہ مگر لبادہ سنیت کا اوڑھا ہو۔

تو ایک قوم وجود میں آہی گئی۔ قاری احمد بیلی بھپتی سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی (ص 8) میں لکھتے ہیں:

”مولانا احمد رضا خان 50 سال مسلسل اسی جدوجہد میں منہمک رہے یہاں تک کہ مستقل دو مکتبہ فکر قائم ہو گئے: بریلوی اور دیوبندی یا وہابی۔“

[۲]: دوسری بات یہ عرض خدمت ہے کہ آدمی اگر خود بیت الخلاء میں رونق افروز ہو تو پھر اس کے دل و دماغ میں کیا سوچیں ابھرتی ہیں؟ آپ بھی دیکھ لیں۔

مولانا معین الدین اجیری رحمہ اللہ جو خواجہ قمر الدین سیالوی کے استاد ہیں اپنی کتاب تجلیات انوار معین میں لکھتے ہیں:

”اعلیٰ حضرت بیت الخلاء میں رونق افروز ہیں۔“

ایک بات بطور تفسیر کے عرض خدمت ہے فاضل صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

منگل کے روز مجھے خیال آیا کہ مدینہ طیبہ سے ایک دوست نے پیسے مانگے تھے اور بدھ کو ڈاک جاتی تھی، اس پریشانی میں کہ پیسے تو ہیں کیا کروں حسب عادت بعد مغرب استنجے کے لیے گیا سرکار سے عرض کیا کہ آپ کے شہر میں ہی بھیجنے ہیں کرم ہو جائے، باہر سے حسنین رضوانے آواز دی کہ ایک صاحب آئے ہیں باہر نکلا تو ایک صاحب پیسے لے کر آیا ہوا تھا۔ الخ (ملخصاً احکام شریعت حصہ دوم)

جب آدمی بیت الخلاء میں رونق افروز ہو تو وہ کس طرح صحیح بات کو صحیح جگہ پر محمول کرے گا بلکہ وہ تو الٹی سوچ ہی رکھے گا۔ چند مثالیں

پیش خدمت ہیں:

**مثال نمبر 1:**

جیسے کسی شاعر نے پڑھا: ”کان نبی کا گوہر یکتا حسین ہے“ تو جہلانے شور مچایا کہ نبی کو ”کانا“ کہہ دیا، حالانکہ شاعر کے دل و دماغ میں اس کا تصور تک نہ تھا اور نہ ہی عبارت سے یہ بات سمجھ آتی ہے بلکہ یہ مفہوم جبراً اور زبردستی ٹھونس جا رہا ہے۔ پھر اس نے کہا: ”بحر نبی کا گوہر یکتا حسین“ تو پھر وہ لوگ کہنے لگے کہ العیاذ باللہ نبی علیہ السلام کو ”بہرا“ کہہ دیا ہے۔

## مثال نمبر 2:

اسی طرح جبلاء نے ایک محدث کو گستاخ کہہ ڈالا، وجہ یہ بتائی کہ وہ کہتا ہے: ”قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم“ ہمارے نبی کو ”کالا“ کہہ رہا ہے اور وہ بھی دودفعہ، حالانکہ اس کے الفاظ، سوچ، ذہن، ظاہری و باطنی کسی بھی طرح عبارت کا مفہوم یہ نہیں بنتا۔

## مثال نمبر 3:

ایک شخص نے آکر مولوی صاحب کو بتایا حضرت! میرا ہمسایہ اپنی زوجہ کو ”والدہ ماجدہ“ کہتا ہے، آپ اس کو سمجھائیں، تو مولوی صاحب نے بلا کر پوچھا تو اس نے کہا کہ جی میں کہتا ہوں۔ تو پوچھنے پر بتایا کہ اس کی بیٹی کا نام ”ماجدہ“ ہے وہ اس نسبت سے اپنی بیوی کو ”والدہ ماجدہ“ کہتا ہے۔ اب دیکھیں جو مفہوم ہمسائے نے لیا ہے نہ ہی اس کے قول سے وہ مفہوم بنتا ہے نہ ہی اس کی مراد و نیت میں ہے۔

## مثال نمبر 4:

ایک آدمی اسٹیشن پر آیا، ٹکٹ خرید کر اسٹیشن ماسٹر سے پوچھا: گاڑی کیسی ہوگی؟ تو اس نے بتایا کہ کالا سا انجن ہوگا اس کے اوپر سے دھوان نکل رہا ہوگا، پلیٹ فارم پر آئے گی، آپ اس پر بیٹھ جانا۔ وہ پلیٹ فارم پر آیا، ایک سیاہ شخص جا رہا تھا اور سگریٹ پی رہا تھا۔ یہ دیہاتی شخص چھلانگ کر اس پر چڑھ گیا اور کہنے لگا: غصے ہونے کی ضرورت نہیں، میں ٹکٹ لے کر چڑھا ہوں۔

## مثال نمبر 5:

رمضان کا چاند نکلا، لوگوں نے دیکھا، ایک عورت بھی دیکھنے لگی اور کہنے لگی: اس دفعہ کا چاند نکلا تو ہے مگر ہے بدبودار۔ وجہ یہ تھی کہ وہ بچے کو صاف کر کے آئی تھی اور ہاتھ اچھی طرح نہ دھوئے تھے، پاخانہ ہاتھ پر لگا رہا تھا اور عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ ناک پر ہاتھ رکھ لیتی ہیں تو بدبو پاخانہ اپنے ہاتھ پر لگا ہوا ہے مگر چاند کو بدبودار کہہ دیا۔

## مثال نمبر 6:

ایک بھنگی دوکاندار کے پاس آیا کہ مجھے آئینہ دکھا دو، اس نے دیا تو وہ کہنے لگا کہ اس میں تو نظر بھی کچھ نہیں آتا، اس نے پھر صاف کر دیا۔ پھر کہنے لگا کہ کچھ بھی نظر نہیں آتا اس نے پھر صاف کر کے دیا، پھر جو دیکھا تو بھنگی صاف شیشے کو الٹی طرف سے دیکھ رہا ہے۔

## مثال نمبر 7:

ایک قاعدہ مشہور ہے ”الصحابۃ کلہم عدول“ صحابہ رضی اللہ عنہم سب کے سب عادل ہیں۔ مگر کوئی کہے کہ لفظ ”عدول“ جو کہ عادل کی جمع ہے چونکہ عادل کا معنی مشرک بھی ہے۔ (مصباح اللغات ص 537) جس کی جمع ”عدول“ آتی ہے تو بجائے صحابہ کی منقبت کے توہین ہے۔ حالانکہ لکھنے اور کہنے والے کا نہ تو یہ ذہن ہے اور نہ ہی اس کی مراد اور نہ ہی اس کا مقصود۔

جیسے تذکرہ غوثیہ میں لکھا ہے کہ ایک پیر نے ایمان مفصل کا ترجمہ یوں کیا، آمندت باللہ، اللہ نے ایک بلا پال رکھا ہے، وملائکتہ وہ ملائی کھا جاتا ہے، وکتبہ اس کے پیچھے کتے لگا دیا، ورسلہ اس کو رسی سے باندھ دیا، والیوم الآخر وہ اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

حالانکہ نہ ہی یہ الفاظ کا معنی و مفہوم ہے اور نہ یہ جملے لکھنے اور کہنے والا آدمی یہ مفہوم و معنی و مضمون مراد لے رہا ہے۔ تو یہ معنی و مفہوم اس آدمی کی سوچ و فکر کا نتیجہ ہے جو بیت الخلاء میں رونق افروز رہتا ہو، جو اپنی گندی سوچ کی بدولت کسی پر جبراً اپنی مرضی ٹھونس دے۔

یہ تو ایسے ہی ہوا کہ ایک بکری کا بچہ ندی پر پانی پی رہا تھا۔ بھیڑیا آیا اور اس سے کہنے لگا کہ سارا پانی خراب کر رہے ہو۔ بچہ کہنے لگا! حضور جدھر آپ کھڑے ہیں پانی تو ادھر ہی سے آرہا ہے۔ وہ کہنے لگا: تم نے پچھلے سال گالیاں کیوں دی تھیں؟ وہ جواباً عرض کرنے لگا کہ حضور! میں تو ابھی چار ماہ کا ہوں، میں نے کیسے آپ کو گالی دے دی؟ پھر وہ کہنے لگا: وہ تیرا باپ دادا ہوگا اور یہ کہہ کر اس کو کھا گیا۔ یہی کچھ ہمارے ساتھ مولوی

**مثال نمبر 8:**

ایک آدمی بھیک مانگ رہا تھا۔ اس کے ساتھ ایک بکرا اور ایک بندر تھا، جو جو چیزیں ملتی تھیں وہ اپنی زنبیل میں ڈال دیتا۔ بندر ان چیزوں کو چپکے سے کھا جاتا اور چھلکے وغیرہ بکرے کے منہ پر مل دیتا۔ آدمی بکرے کی پٹائی کرتا۔ ایک دفعہ اس آدمی نے دیکھا کہ اصل بات کیا ہے؟! ہم بھی تمہید یہ بات پر کرنا چاہتے ہیں کہ فاضل بریلوی نے ہمارے ساتھ وہی کچھ کیا جو اس آدمی نے بکرے سے کہا، لیکن یہ سب کچھ جو گستاخی کے فتوے تھے بریلوی حضرات کے گھر میں ہیں، اور اس بات کو ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے بلکہ اگر آپ یہ تفصیلات دیکھ لیں تو واضح ہو جائے گا کہ فاضل بریلوی اور دیگر بریلوی اپنے ہی علماء کے فتوؤں سے اس گستاخی اور توہین نبوت کے فتوے کی زد میں آتے ہیں جو انہوں نے حضرات علماء دیوبند پر تھوپ رکھے ہیں۔

اب آئیے عبارات کی طرف! ہم صرف حسام الحرمین میں اکابر دیوبند پر کیے گئے اعتراضات کا جائزہ مختصر ا عرض کرتے ہیں۔

## الزام بر حجت الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی

حضرت نانوتوی کی عبارات کو سمجھنے سے پہلے تھوڑی سی تمہید:

اس کے لیے ہم امام الحکمتہ والکلام حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات سے چند باتیں عرض کر رہے

ہیں۔

یوں سمجھیے ایک کمرے میں 10 آدمی یکے بعد دیگرے داخل ہوئے کیا کوئی بھی یہ کہے گا کہ آخری آدمی ان سب سے افضل ہے کیونکہ وہ آخر میں آیا۔ ہر گز نہیں۔ اسی طرح سیدنا علیؑ کا زمانہ خلافت بعد میں ہے مگر افضل پہلے خلفاء ہیں تو معلوم ہوا محض آخر میں آنے کی وجہ سے آدمی افضل نہیں ہوتا۔ تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن نے تو خاتم الانبیاء کی اسی وصف کی وجہ سے تعریف کی ہے۔ جب محض آخر میں آنا فضیلت کی بات اور دلیل نہیں تو اس آیت سے تعریف کیوں کر ثابت ہوگی۔

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ چونکہ ہمارے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اعلیٰ اور مقام و مرتبہ سب سے بلند بالا ہے۔ اس لیے آپ کو آخر میں مبعوث کیا گیا۔ تو آپ کے آخری نبی ہونے کی وجہ اور علت یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی شان و مقام و مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے۔ یہیں ایک اعتراض ہو سکتا ہے۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جس کی شان سب سے زیادہ ہو اس کو آخر میں بھیجا جائے تو ہم اس کے متعلق یہ عرض کرتے ہیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے بھیج دیا جاتا تو آپ کے بعد آنے والے نبی مقام میں کم ہونے کی وجہ سے ان کے لائے ہوئے احکام بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے احکامات سے مقام میں کم ہوتے۔ یہاں قرآن تھا وہاں صحائف یادگیر کتب ہوتیں۔ تو پھر اعلیٰ احکام کو ادنیٰ کے ذریعے منسوخ کر دیا جاتا۔

اور اگر درمیان میں بھی آتے تو بھی یہی صورت بنتی کہ نسخ اعلیٰ بالادنیٰ ہوتا یعنی کم مقام والے احکامات کے ذریعے اعلیٰ شان و مقام والے احکام منسوخ ہو جاتے جو کہ حکمت خداوندی کے خلاف ہے۔ کیونکہ حکمت تو یہ ہے:

ماند نسخ من آیۃ او نسیھا نالت بخیر منها۔ الا یہ یعنی جو آیت ہم منسوخ یا بھلاتے ہیں۔ اس سے بہتر لاتے ہیں۔ یعنی منسوخ سے

ناخ بہتر ہوتا ہے یا برابر۔

تو نہ تو آپ علیہ السلام کے برابر کوئی تھا اور نہ افضل۔ اس وجہ سے آپ کا آخر میں آنا آپ کا کمال ہے۔ اب سوال پیدا ہوا کہ آپ علیہ السلام کے برابر یا افضل کیوں کوئی نہیں ہو سکتا۔

تو اس کا جواب یہ ہے: اوصاف کی دو قسمیں ہیں ذاتی، عرضی، ذاتی کہتے ہیں کہ یہ وصف اپنے موصوف کے لیے شروع ہی سے ثابت ہو اور عرضی کہتے ہیں کہ یہ وصف اپنے موصوف کے لیے شروع ہی سے تو نہ ہو بعد میں ثابت ہو یا ذاتی کہتے ہیں۔ یہ وصف اس کا اپنا ہوتا ہے یعنی کسی ذریعے سے نہیں ملتا اور عرضی اس وصف کے کہتے ہیں جو اپنا نہیں ہو تا کسی کے ذریعے سے ملتا ہے۔

مثال کے طور پر: یہ درود یو اور روشن ہیں ان پر روشنی سورج کی ہے۔

تو درود یو ار کی روشنی عرضی ہے ذاتی نہیں اس لیے رات کو یہ روشن نہیں اور سورج کی روشنی ذاتی ہے۔ وہ کبھی بھی اس سے جدا نہیں ہوتی۔ اسی طرح:

چاند کی روشنی اپنی نہیں بلکہ اس میں روشنی سورج سے آرہی ہے۔ تو چاند کی روشنی جن چیزوں پر پڑتی ہے۔ ان کو روشنی چاند کی وجہ سے بھی۔ اب سلسلہ چلا کہ رات کو مختلف اشیاء روشن ہیں۔ چاند کی وجہ سے اور چاند روشن ہے سورج سے۔ تو روشنی کا سلسلہ یہاں سورج پر آکر ختم ہو گیا۔ اسی طرح دیکھئے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارکہ کو جب پیدا کیا گیا تو اسے نبوت سے سرفراز کیا گیا اور باقی نبیوں کو نبوت روح اور بدن عرضی کے متعلق ہو جانے کی بعد ملی۔ گویا آپ علیہ السلام موصوف بالذات ہوئے وصف نبوت سے اور باقی انبیاء موصوف بالعرض ہوئے۔ جب اللہ نے آپ علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا تو اپنی حکمت سے یادداشت کے اوپر حکمت کے پردے لٹکا دیئے۔ آپ کو پچھلا منظر یاد نہ رہا۔ جب آپ کی عمر مبارک 40 سال کو پہنچی تو پھر آگاہ فرمایا کہ اپنی نبوت کا اعلان فرمادیں۔ القصہ آپ علیہ السلام اس وصف نبوت سے موصوف بالذات ہیں تبھی تو آپ ارشاد فرما رہے ہیں کہ:

كنت نبيا و آدم بين الروح والجسد کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم روح اور جسد کے مابین تھے۔

اب دیکھیے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ جیسے رات کو روشنی جو مختلف چیزوں پر ہے یہ آتی ہے چاند سے اور چاند کی روشنی آئی سورج سے اور یہاں سورج پر پہنچ کر سلسلہ ختم ہو گیا اسی طرح تمام انبیاء کی نبوت آپ علیہ السلام کے وسیلے سے ان کو ملی ہے اور آپ علیہ السلام کی نبوت بالذات ہے یعنی کسی کے وسیلے سے نہیں ملی تو یہ سلسلہ آپ علیہ السلام پر پہنچ کر ختم ہو گیا۔ یعنی آپ علیہ السلام پر تمام کمالات کو تمام محاسن و فضائل کو ختم کر دیا گیا۔ اس کو ختم نبوت مرتبی کہتے ہیں۔

یہ مقام و مرتبہ اس وقت سے ملا جب آدم علیہ السلام پیدا بھی نہیں ہوئے تھے لیکن اس ختم نبوت مرتبی کے باوجود انبیاء تشریف لاتے رہے اور سلسلہ نبوت چلتا رہا اور جب آپ اس دنیا میں تشریف لائے تو آپ نے اعلان فرمادیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو پھر ختم نبوت زمانی کہ آپ کے زمانہ کے بعد کوئی نبی نیا نہیں آئے گا بھی آپ کو حاصل ہو گئی۔ اب دو قسم کی ختم نبوت ہوئیں:

1- ختم نبوت مرتبی

2- ختم نبوت زمانی

ہمارے نزدیک دونوں قسم کی ختم نبوت پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

ایک دوسری طرح دیکھتے ہیں:

ایک نقطہ ہوتا ہے اور اسے مرکز دائرہ بھی کہتے ہیں اور ایک اس کے گرد دائرہ ہوتا ہے۔ اب دائرہ کا اس مرکز سے پورا تعلق ہوتا ہے اور دائرہ اسی مرکز کی وجہ سے بنتا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مرکز نبوت ہے اور باقی انبیاء دائرہ نبوت ہیں۔ مرکز نہ ہو تو دائرہ کہاں تو یہ دائرہ اسی مرکز کی وجہ سے ہوتا ہے تو تمام انبیاء کو نبوت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ملی اور سارے انبیاء کا سلسلہ نبوت آکر آپ علیہ السلام پر ختم ہو جاتا ہے اور اللہ نے شان و مرتبہ و مقام و منصب کو بھی آپ پر ہی ختم فرمادیا۔ تو اسی کو ختم نبوت مرتبی کہتے ہیں۔

القصہ سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں قسم کی ختم نبوت حاصل ہیں۔ قادیانی صرف ایک مانتے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت

مرتبہ مانتے اور یہ مسلمان صرف ختم نبوت زمانی مانتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی حکمت دیکھیے کہ قادیانی سے برسوں پہلے خدا نے مولانا نانوتوی کو پیدا کیا اور ان سے یہ جواب دلوادیا کہ ہم دونوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو قادیانیوں کا منہ بند کر دیا۔

اس بات کو دوبارہ ذہن نشین فرمائیں کہ مولانا نانوتوی نے یہ نہیں فرمایا کہ آخر میں آنے میں کوئی فضیلت نہیں بلکہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ آخر میں آنے میں بالذات فضیلت نہیں یعنی بالعرض تو فضیلت ہے وہ ہم عرض کر چکے ہیں۔ (ماخوذ از مناظرے مباحثے بتغیر سیر) اب دیکھیے اصل عبارات کو:

اگر آپ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی بالفرض نبی موجود ہو۔ تو بھی ختم نبوت میں فرق نہیں پڑتا تو اس سے مراد حجۃ الاسلام کی یہ ہے کہ خاتمیت مرتبہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

کیونکہ یہ تو آپ کو شروع ہی سے حاصل تھی اور دیگر انبیاء تشریف لاتے رہے تو فرق نہ پڑا اب اگر بالفرض والجمال کوئی نبی آجائے تو کیسے فرق پڑے۔ سوال ہو گا کہ خاتم زمانی میں تو فرق پڑے گا۔ جواب یہ ہے کہ بالکل پڑے گا اسی لیے حجۃ الاسلام نے بالفرض و اگر جیسے لفظ استعمال کیے ہیں کہ ایسا ہو نہیں سکتا کہ آپ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی آئے یہ عبارت تو صرف خاتمیت مرتبہ کو ہی سامنے رکھتے ہوئے حضرت نے فرمائی ہے۔ اگر نبی کے آنے کو جائز مانتے ہوتے تو حضرت فرض کیوں کرتے اور یہ بات تو فاضل بریلوی بھی لکھتے ہیں کہ فرض محالات جائز ہے۔

(اللہ جھوٹ سے پاک ہے ص 139)

تو اعتراض کیوں؟ باقی زمانی ختم نبوت کا خیال کر کے اسے محال سمجھا کہ آپ کے بعد کوئی نبی آئے تبھی تو فرض کیا۔ جیسے پیچھے گزر چکا ہے کہ بریلویوں نے لکھا ہے اگر مرزا قادیانی نبی ہوتا تو سیدنا ابراہیم کی اولاد سے ہوتا۔ تو جیسے یہ اگر کہنے سے نبی بن نہیں گیا یہاں بھی اگر بالفرض کہنے سے نئے نبی کے آنے کو ممکن نہیں مانا جا رہا بلکہ محال ہی مانا جا رہا ہے کیونکہ محال کو ہی فرض کیا جاتا ہے نہ ممکن کو۔ بعض لوگ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ خاتم زمانی کو خاتم مرتبہ کے لیے لازم مانتے ہو جب نبی آجائے خاتم زمانی ٹوٹ گیا اور جب وہ نہ رہا تو ملزوم بھی نہ رہا۔

تو جواباً عرض ہے کہ اسی لیے حجۃ الاسلام نے اگر بالفرض کہا یعنی ایسا ہونا محال ہے ناکہ ممکن، اور محال کو فرض کرنا جرم نہیں۔ جیسا کہ قرآن مقدس میں بھی محالات کو فرض کیا گیا ہے۔ جیسے اگر رحمن کا بیٹا ہوتا... الخ، اور اگر زمین و آسمان میں دو خدا ہوتے الخ... ایک اور بات حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی ختم نبوت زمانی کے قائل ہیں اور منکر کو کافر کہتے ہیں دیکھیے۔

شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم زمانی ہونے کی پانچ دلیلیں ذکر فرما رہے ہیں۔ تین دلیلیں قرآن سے ایک حدیث سے اور ایک اجماع امت سے آیت قرآنی اس بارے میں: مَا كَانَ مُحَمَّدًا أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ میں لفظ ”خاتم النبیین“ یا تو عام مانا جائے کہ اس کے دو افراد ہوں ایک خاتم مرتبہ اور دوسرا خاتم زمانی اور لفظ خاتم کا دونوں پر اطلاق اس طرح کیا جاتا ہے جیسے کہ مشترک معنوی اپنے متعدد افراد پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ (جیسے لفظ عین کئی معنوں میں مشترک ہے۔ ہر ایک پر برابری کے ساتھ بولا جاتا ہے) پس اس دلیل سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر دو وصف اس آیت سے ثابت ہوں گے۔ (اور یہ دلالت مطابقی ہے کہ لفظ اپنے موضوع لہ پر دلالت کرے۔)

یہ دلیل اول کی اجمالاً تقریر ہوئی اور دلیل ثانی کی تقریر یہ ہے کہ لفظ خاتم کے معنی حقیقی خاتمیت مرتبہ کے لیے جاویں اور خاتمیت زمانی معنی حقیقی نہ ہوں بلکہ مجازی ہوں لیکن آیت میں مراد ایسے معنی ہوں کہ جو معنی حقیقی اور مجازی دونوں کو شامل ہوں بطریق عموم مجاز کے اس صورت میں ہر دو وصف کا ثبوت آپ کی ذات پاک کے لیے ظاہر ہے اور دلیل ثالث یہ ہے کہ معنی حقیقی خاتم کے خاتمیت مرتبہ کے ہیں لیکن

خاتمیت مرتبی کو خاتمیت زمانی لازم ہے۔ (تاکہ نسخ الاعلیٰ بالانی لازم نہ آئے اسی لیے یہ ختم زمانی ختم مرتبی کو لازم ہے۔)

اس لیے بدالالت التزامی خاتمیت زمانی پر دلالت کرے گی اور اس آیت سے خاتمیت مرتبی اور زمانی کا ثبوت لازم آئے گا دلیل چہارم یہ کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہو گیا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا اس لیے ثبوت خاتمیت زمانی کا ضرور ہو گا اور منکر اس کا اسی طرح کافر ہو جیسے کہ منکر احادیث متواترہ کا لیکن ان احادیث کا تواتر لفظی نہیں تو اتر معنوی ہے دلیل پنجم یہ ہے کہ اجماع اُمت کا منعقد ہو گیا ہے کہ آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الانبیاء زمانائیں اور اقرار اجماع کا کرنا ضروری اور منکر اس کا کافر ہے۔ (الشہاب الثاقب ص 73، 74)

## خیانات احمد رضا

فاضل بریلوی نے عبارتوں کو نقل کرنے میں خیانت سے کام لیا۔

### خیانت نمبر 1:

1۔ تین عبارتوں کو ایک بنا دیا مثلاً عربی عبارت جو بنائی وہ یہ ہے:

ولو فرض فی زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم بل لو حدث بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی جدید لم یخل ذالک بخاتمیتہ وانما یتخیل العوام انہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین مع انہ لا فضل فیہ اصلاً عند اهل الفہم (حسام الحرمین عربی اردو، ص 19)

ولو فرض فی زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک ٹکڑا)، بل لو حدث بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی جدید لم یخل ذالک بخاتمیتہ (دوسرا ٹکڑا)، وانما یتخیل العوام سے آخر تک۔ (تیسرا ٹکڑا) پہلا ٹکڑا: تحذیر الناس کے ص 14 کا ہے۔ اس کے شروع اور آخر سے عبارت کو کاٹ دیا۔ دوسرا ٹکڑا: ص 28 کا اس کے ساتھ بھی یہی حشر کیا تیسرا ٹکڑا: پھر ص 3 کا ٹکڑا لے آئے اور اس کے ساتھ بھی یہی حشر کیا۔

ہمارا سوال ہے بریلوی ملاؤں سے اگر تمہارے بقول تینوں ٹکڑے کفر تھے تو یہ بتاؤ کہ سیاق و سباق کے کاٹنے کی ضرورت کیا تھی اور عبارات میں تقدیم و تاخیر کہ پہلے والی عبارت کو آخر میں لانے اور آخر والی عبارت کو درمیان میں لانے کی اور درمیان والی عبارت کو شروع میں لانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ عبارات کفریہ ہوتی تو فاضل بریلوی کو یہ کبڈی کھیلنے کی ضرورت نہ تھی۔ پھر فاضل بریلوی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ عبارات تین ہیں بلکہ ایک ہی بنا کر دکھائی۔ پھر درمیان میں کچھ فاصلہ بھی نہیں رکھا اور تو اور ترتیب بھی بہت ہی خاص انداز میں بنائی:

پہلے ص 14 پھر ص 28 پھر ص 03

یعنی ترتیب کو نہ شروع سے کیا کہ چلو ص 03 پھر ص 14 پھر ص 28 ہو یا اُلٹ کر کے ص 28، ص 14، ص 3 ہوتے۔ خدا برا کرے اس تعصب کا۔

بہر حال سیاق و سباق عبارات کو کاٹ کر ان عبارات کو پیش کیا جو کہ کبھی بھی تکفیر کے لیے مفید نہیں کیونکہ بریلوی مناظر علامہ اشرف سیالوی صاحب، پیر نصیر الدین گولڑوی صاحب کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:

آپ نے بندہ کے مقالہ میں سے صرف ایک عبارت سیاق و سباق سے کاٹ کر اور پورے مضمون و مفہوم اور بنیادی مطلب و مقصد کو قارئین سے پوشیدہ رکھ کر جس تحکم اور سینہ زوری اور ظلم اور تعدی اور ناانصافی و بے اعتدالی کا مظاہرہ کیا اور باری تعالیٰ کی مشکلات سبکدوشی کا

عنوان قائم کر کے اس کو میرا عقیدہ قرار دے دیا ہے۔ اور کفر کا فتویٰ پھر جڑ دیا۔ (ازالہ الريب ص 71)

یہی بات ہم کہہ رہے ہیں کہ فاضل بریلوی نے ظلم و تعدی کر کے سیاق و سباق کو کاٹ کر نا انصافی کر کے ہمارے بنیادی مقصد کو چھپا کر تحکم اور سینہ زوری سے ہماری عبارات کا مطلب گھڑا ہے ہم اس گھڑنتو مطلب سے بری ہیں۔ اگر سیالوی صاحب اس طرح کافر نہیں تو ہم کیوں؟

**خیانت نمبر 2:**

مرزا قادیانی کے اقوال نقل کر کے آگے لکھا ہے منہم الوہابیہ (حسام الحرمین) یعنی یہ وہابیہ مرزائیوں سے ہیں حالانکہ دنیا جانتی ہے یہ مرزائی نہ تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ فتویٰ ہمارے اکابر کو مرزائی بتلا کر لیا گیا ہے اس لیے اس فتوے کی کوئی حیثیت نہیں

**خیانت نمبر 3:**

حسام الحرمین میں عبارات عربی میں بنائی گئیں حالانکہ ہماری کتب اردو میں تھیں اور حرمین شریفین کے علماء اُردو نہ جانتے تھے۔ فاضل بریلوی نے علمائے دیوبند کی اردو عبارات کو غلط انداز میں عربی میں نقل کر کے دھوکہ دہی سے کام لیا اور بقول بریلویہ کے محض مخالف کے بیان پر اعتماد کرتے ہوئے بلا تحقیق فیصلہ صادر کر دینا نہ تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و پسندیدہ ہے اور نہ ہی اسے اہل علم و دانش قبول کر سکتے ہیں۔

(البریلویہ کا تحقیقی جائزہ ص 62)

جب کنز الایمان پر سعودی حکومت نے پابندی لگائی بلکہ جلانے کا فتویٰ دیا تو یہی بات صاحبزادہ حمید الدین سیالوی نے حکومت سعودیہ کو لکھی، ملاحظہ فرمائیں:

اس میں شک نہیں ہے کہ ترجمہ و حواشی اُردو زبان میں ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ ادارہ البحوث العلمیہ (جس نے فتویٰ دیا جلانے کا) کے اکثر ارکان اردو زبان نہیں جانتے ایک خاص گروہ نے اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو کبھی قبول نہ کرے اس ترجمہ اور ان کے حواشی کو جھوٹے رنگ میں رنگ کر ادارۃ البحوث العلمیہ کے اراکین کے سامنے پیش کیا اور اپنی چرب زبانی اور عیاری کے باعث ان سے یہ فتویٰ صادر کرانے میں کامیاب ہو گئے۔

ہم کہتے ہیں اور جو ہم کہتے ہیں اس کے سچائی پر اللہ تعالیٰ کو گواہ پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے شر، کفر اور آیات کے معانی میں تحریف کا بہتان ایسے ربانی عالموں پر لگایا ہے جنہوں نے اپنی زندگیوں کا ایک ایک لمحہ اپنا علم اپنی دانش اور اپنی قابلیت اللہ کی بات کو بلند کرنے کے لیے اور ہندوستان میں بسنے والے بت پرستوں کو دعوت توحید پہنچانے کے لیے صرف کی اور وہ بہت سے بت پرستوں کو شرک کے گھپ اندھیروں سے نکال کر اسلام کے نور کی طرف لانے میں کامیاب ہو گئے اس مخصوص گروہ نے اپنے دل سے جھوٹی تہمتیں اور ظلم و کذب بیانی سے ان پاک نفوس پر الزام لگایا۔ (انوار کنز الایمان ص 846، 847)

یہی کچھ ہم اپنے اکابرین کی صفائی میں کہتے ہیں۔ عبارات کا مطلب وہ گھڑا جو ان اکابرین کے ذہن و خیال میں بھی نہیں آیا۔

بریلوی جید مناظر لکھتے ہیں:

بزرگوں کے کلام کا ان کی مراد کے خلاف مطلب نکال کر مراد لینا سراسر جہالت ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوت اسلامی ص 74)

مولوی اشرف سیالوی جو بریلوی ملت کے مناظر اعظم اور قائد ہیں وہ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ صحیح سوچ اور فکر نصیب فرمائے اور مقصود متکلم بھی سمجھنے کی توفیق بخشے۔ (تحقیقات ص 62)

معلوم ہوا متکلم کی مراد نہ سمجھنا لٹی سوچ و فکر ہے جو فاضل بریلوی اور دیگر بریلوی علماء میں ہے۔

عربی عبارت میں اتنی خیانتیں فاضل بریلوی نے کیں اب اردو والوں کو بھی دیکھیے:



## خیانت نمبر 4:

مکتبہ نبویہ والوں نے اردو میں شائع کی تو پہلے ٹکڑے میں فاضل بریلوی نے جتنا حصہ کتاب کا لیا تھا انہوں نے دیکھا کہ عام قاری بھی یہ غلطی اور خیانت پکڑ لے گا تو انہوں نے عبارت کو کچھ بڑھا دیا۔

پہلا ٹکڑا فاضل بریلوی نے یوں لکھا تھا:

ولو فرض فی زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم

”اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی کوئی نبی فرض کر لیا جائے۔“

مگر مکتبہ نبویہ والوں نے اس کے ساتھ ایک جملہ اور بڑھا دیا اور شروع میں بلکہ کا اضافہ بھی کر دیا۔

یوں لکھتے ہیں:

”بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو۔ جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔“

یہ اس لیے کیا گیا کہ فاضل بریلوی کی خیانت پکڑی نہ جائے مگر عربی خواں تو جانتے ہیں بہر حال یہ اردو خواں لوگوں کی بھی خیانت معلوم ہو گئی کہ اردو والی حسام الحرمین میں ایک ٹکڑے کا اضافہ کر دیا۔

## خیانت نمبر 5:

کچھ مکتبے اور آگے نکلے انہوں نے حسام الحرمین کی عبارت کہ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے۔ کو یوں کر دیا عوام کے خیال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بے ایمانی ہے۔

(تمہید ایمان مع حسام الحرمین ص 70، مطبوعہ اکبر یک سیر زلاہور، تمہید ایمان مع حسام الحرمین ص 53، مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی، تمہید ایمان مع حسام الحرمین ص 70، مطبوعہ مکتبہ المدینہ کراچی)

ان تینوں مکتبوں نے خیانت کے ریکارڈ توڑ دیے۔ اس پر انما اشکو ابشی و حزنی الی اللہ ہی کہا جاسکتا ہے۔

## خیانت نمبر 6:

تخذیر الناس ص 3 کی جب عبارت نقل کی گئی تو اس میں ایک جملہ چھوڑ دیا گیا جو کہ ”بایں معنی ہے کہ“ کے بعد موجود تھا۔ ”آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد“

(تخذیر الناس ص 3)

پوری عبارت یہ ہے:

”سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں

آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدیم یا تاخیر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔“

(تخذیر الناس ص 3)

## کئی خیانات:

اردو والوں نے کہیں، بلکہ، کا لفظ چھوڑ دیا کہیں ”سو“ کا لفظ نہیں لائے کہیں ”اگر“ کا لفظ بھی چھوڑ گئے اور خیر سے فاضل بریلوی نے بھی ”بلکہ“ وغیرہ کئی جملوں کا عربی میں ترجمہ ہی نہیں کیا۔

اصل کتاب تخذیر الناس میں یوں تھا کہ اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدیم و تاخیر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔

(تخذیر الناس ص 3)

مگر عربی میں ترجمہ کرتے وقت یوں لکھا گیا: انه لا فضل فیہ اصلاً عند اهل الفہم۔

بالذات کا ترجمہ ہی نہیں کیا گیا۔

اب بریلوی کہتے ہیں بالذات کا ترجمہ لفظ اصلاً میں آگیا تو پھر جو ابا عرض یہ ہے کہ اصلاً کا مطلب یہ بنتا ہے کہ بالکل کوئی فضیلت ہی نہیں نہ ذاتی نہ عرضی جو کہ متکلم کے الفاظ و معانی و مراد کے بالکل خلاف ہے کیونکہ متکلم بالعرض فضیلت کا قائل ہے۔ بہر کیف یہ فاضل بریلوی کی خیانات اور دجل و فریب کا مجموعہ ہے۔

بریلویوں کو یہ تو ماننا پڑے گا اس نے دھوکہ دہی و خیانت سے کام لیا ہے باقی بحث بعد کی بات ہے اور جب حسام الحرمین کذبات، خیانات، دھوکہ جات کا مجموعہ ہو تو پھر اس کا جواب دینے کی ضرورت بھی باقی نہ رہے گی۔ مگر منہ بند کرنے کی غرض سے ہم آگے بھی کلام کرتے ہیں۔

## الزام بر قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی

قطب الارشاد گنگوہی پر فاضل بریلوی نے یہ الزام لگایا:

اس نے یہ افتراء باندھا کہ اللہ کا جھوٹا ہونا بھی ممکن ہے۔

(حسام الحرمین ص 14)

آگے لکھتے ہیں:

ظلم و گمراہی میں یہاں تک بڑھا کہ اپنے فتوے میں جو اس کا مہری دستخطی میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا جو بمبئی وغیرہ میں بارہا مع رد کے چھپا صاف لکھ دیا کہ جو اللہ سبحانہ کو بالفعل جھوٹا ماننے اور تصریح کرے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولا اور یہ بڑا عیب اس سے صادر ہو چکا تو اسے کفر بالائے طاق گمراہی درکنار فاسق بھی نہ کہو۔ الخ

(حسام الحرمین ص 15)

الجواب: ہم بریلویوں سے گزارش کرتے ہیں کہ ہمیں بھی وہ قلمی فتویٰ دکھاؤ کہ کہاں ہے؟ یہ فاضل بریلوی کا اتنا بڑا جھوٹ ہے جس کی توقع کسی عام مسلمان سے بھی نہیں کی جاسکتی۔

قطب الارشاد کی اپنی تحریر ملاحظہ فرمائیں:

ذات پاک حق جل جلالہ کی پاک و منزہ ہے۔ اس سے کہ متصف بصف کذب کیا جاوے معاذ اللہ اس کے کلام میں ہر گز ہر گز شائبہ کذب کا نہیں: قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قبلاً

جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر ہے ملعون ہے اور مخالف قرآن و حدیث کا اور اجماع امت کا ہے وہ ہر گز مومن نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص 90)

اب بھی کوئی کہے کہ نہیں جی میں تو نہیں مانتا۔ تو ہم اسے اتنا کہیں گے کہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں پیشی کے لیے تیار رہے۔ بعض رضا خانی یہ کہہ دیا کرتے ہیں اجدی انہوں نے یہ تو نہیں کہا کہ میں نے یہ تحریر نہیں لکھی۔ تو جو ابا عرض ہے استفتاء میں اگر یہ پوچھا جاتا کہ آپ نے ایسی تحریر لکھی ہے تو آپ اس کا جواب دے دیتے کہ میں نے نہیں لکھی جب پوچھا نہیں گیا تو یہ جواب دینے کی کیا معنی، جیسے کوئی کہے کہ فتاویٰ مہریہ میں پیر مہر علی شاہ نے مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا تو یہی کہا جائے کہ بھائی اس کے کفر کا سوال ہی نہیں کیا گیا تو جواب کہاں ہوتا۔ جو سوال ہو جواب اس کے موافق ہوتا ہے۔

سوال تھا کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ذات باری تعالیٰ عزا اسمہ موصوف بصف کذب ہے یا نہیں اور خدا تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا نہیں اور جو شخص خدا تعالیٰ کو یہ سمجھے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ کیسا ہے۔ بینوا تو جروا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص 90)

تو جواب حضرت نے وہی دیا جو نقل کیا جا چکا ہے۔

مولانا خلیل احمد خان قادری برکاتی لکھتے ہیں: فاضل بریلوی نے اپنے رسالہ از کی الہلال میں دربارہ رویت ہلال خط وغیرہ تحریرات کو ناقابل اعتماد فرمایا ہے پھر تکفیر مسلم کے بارے میں مجرد قلمی تحریر پر کیوں اعتماد کر کے احکام کفر و ارتداد جاری کیے۔

(انکشاف حق ص 210)

یعنی چاند کے دیکھنے کے بارے میں کسی کے خط اور تحریر پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ہو سکتا ہے کسی اور نے لکھی ہو کیونکہ تحریر میں آدمیوں کی بعض دفعہ لکھائی مل بھی جاتی ہیں یعنی یہ ہو سکتا ہے لکھی کسی نے ہو اور نام کسی کے لگائی ہو۔

جب چاند دیکھنے کے معاملے میں کسی کی تحریر جو موصول ہو اس پر فیصلہ نہیں ہو سکتا تو اتنے بڑے تکفیر کے مسئلے میں کیونکر کسی کی تحریر پر تکفیر ہو ہاں اگر صاحب تحریر قبول کرے کہ یہ میری تحریر، پھر بات اور ہے جب حضرت گنگوہی خود کہہ رہے ہیں کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بری ہے۔ تو پھر کیونکر یہ بات ان کے ذمے لگائی جائے۔ ہدایہم اللہ۔

اور یہ بات فاضل بریلوی نے بھی کہی ہے کہ: خط خود کب معتبر تمام کتابوں میں تصریح ہے کہ الخط یشبہ الخط او الخط لا یعمل بہ۔

(ملفوظات ص 203)

یعنی خط معتبر نہیں۔ اس کو بنیاد بنا کر عمل نہیں کیا جائے گا تو فاضل بریلوی نے خود عمل کیوں کیا؟

## الزام بر فخر المحدثین مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

ان کے پیر ابلیس کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اور یہ اس کا برا قول خود اس کے بد الفاظ میں ص 47 پر یوں ہے: شیطان و ملک الموت کی یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جسے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

(حسام الحرمین ص 15)

**الجواب:** ہم حیران ہیں کہ شیطان پر قیاس خود مولوی عبدالسمیع رامپوری نے کیا اپنی کتاب انوار ساطعہ میں اور اس پر تقریظ فاضل بریلوی کی ہے اور نام ہمارا لگا دیا۔

اس سے بڑھ کر کیا شاطرانہ چال ہو سکتی ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان پر قیاس کرنا کیا یہ تعظیم نبوی ہے؟ بریلوی اس بات کا ہمیں جواب دیں شیطان پر قیاس تو رامپوری اور فاضل بریلوی کریں قصور وار ہم ٹھہریں کیوں؟ کیا بریلویوں کے ہاں شیطان پر قیاس کرنا درست ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو؟ چنانچہ رامپوری صاحب لکھتے ہیں:

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ملک الموت ہر جگہ حاضر ہے بھلا ملک الموت علیہ السلام تو ایک فرشتہ مقرب ہے۔ دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے۔ در مختار کے مسائل نماز میں لکھا ہے کہ شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے مگر جس کو اللہ نے بچالیا بعد اس کے لکھا ہے۔ و اقدرہ علی ذالک کما اقدر ملک الموت علی نظیر ذالک یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دے دی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا۔ پس اسی طرح سمجھو کہ جب سورج آسمان پر علین میں موجود ہے۔ اگر وہاں سے آپ کی نظر مبارک کل زمینوں کے چند مواضع و مقامات پر پڑ جائے اور ترشح انوار فیضان احمدی سے کل مجالس مطہرہ کو ہر طرف سے مثل شعاع شمس محیط ہو جائے کیا محال اور کیا بعید ہے۔ (انوار ساطعہ ص 357)

حضرت سہارنپوری نے اس کے جواب میں لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے: تمام مسلمان بشمول مصنف شیطان سے افضل ہیں تو کیا اپنا علم شیطان کے دائرہ کار کے علم سے زائد مانتے ہیں۔ مولف کے ایسے جہل پر تعجب بھی ہوتا ہے اور رنج بھی ہوتا ہے۔ کہ ایسی نالائق بات منہ سے نکال کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان پر قیاس کیا یہ کس قدر دور از علم و عقل ہے۔

حضرت نے تو اس پر خوب خبر لی کہ تم نے آپ علیہ السلام کو شیطان پر قیاس کر کے کیوں نالائق بات کہی الٹا بریلویوں نے ہمیں کو سنا شروع کر دیا۔

اب مولوی اشرف سیالوی کی سنیے وہ لکھتے ہیں: انبیاء و اولیاء کو اصنام و اوثان پر قیاس کرنا اور ان کے متبعین اور اطاعت گزاروں کو بت پرستوں پر قیاس کرنا یہ خالص خارجیت ہے اور مخلوقات میں بدترین مخلوق ہونے کی دلیل۔

(گلشن توحید و رسالت ص 139، ج 2)

جب بتوں پر قیاس کرنا خارجیت اور بدترین مخلوق ہونے کی دلیل ہے تو شیطان پر قیاس کرنا اور وہ بھی انبیاء علیہم السلام کو بدرجہ اولیٰ بدترین مخلوق ہونے کی دلیل ہے۔

دوسری جگہ یہی مولوی صاحب لکھتے ہیں: اوثان پر اللہ تعالیٰ کے تقرب اور فضل کے وسائل و ذرائع کو قیاس کرنا سراسر محرومی اور بد نصیبی ہے اور بے دینی و الحاد اور منصب نبوت و رسالت کی توہین و تحقیر ہے۔

(گلشن توحید و رسالت ص 164، ج 2)

یعنی انبیاء و اولیاء کو بتوں پر قیاس کرنا۔ بد نصیبی محرومی بے دینی و الحاد و منصب نبوت و رسالت کی توہین و تحقیر ہے تو معلوم ہو گیا کہ شیطان تو ان بتوں سے بھی گزر رہا ہے۔ اس پر قیاس کرنا بڑا جرم ہو گا۔

مفتی حنیف قریشی صاحب کہتے ہیں:

جانوروں کے ساتھ کسی جنس کا ذکر کیا جائے تو یہ اس جنس کی توہین ہے۔ (مناظرہ گستاخ کون ص 54)

تو کیا شیطان پر قیاس کیا جائے تو یہ درست مانو گے۔

مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں:

حضور کی شان میں ہلکے لفظ استعمال کرنے ہلکی مثالیں دینا کفر ہے۔ (نور العرفان ص 345، کتب خانہ نعیمی لاہور)

اس سے گھٹیا مثال کیا ہو گی کہ سرکارِ طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان پر قیاس کیا جائے۔ القصہ یہ بریلوی اصول کی روشنی میں رامپوری اور احمد رضا نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔ مگر ہم بریلویوں پر حیران ہیں کہ ان کو تو کچھ نہ کہا اور جس آدمی نے اس کو نالائق حرکت قرار دیا ہے۔ اس کو گستاخ رسول کہنا شروع کر دیا۔ اصل عبارت پر گفتگو شروع کرنے سے پہلے چند باتیں ذہن میں رکھیں۔

1- عقائد قیاس سے ثابت نہیں ہوتے۔

2- ہم اہل حق اہلسنت شیطان لعین کے دائرہ کار کا علم جو اس کی گندی سوچ پر مشتمل ہے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نہیں مانتے۔

3- ملک الموت کی معلومات کہ فلاں کی روح قبض کرنی ہے اور فلاں کی وغیرہ معلومات ملک الموت کی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حاجت ہی کیا

ہے۔

4- اللہ تعالیٰ نے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان تمام باتیں بتادی ہیں۔

5- اگر کوئی کہے رقص وغیرہ کا علم فاضل بریلوی کو نہیں لہذا فاضل بریلوی صاحب کا علم رقصہ اور سینما والے سے کم ہے تو بریلوی کہیں گے

کہ یہ غلط ہے بلکہ ان کی نسبت ہی بریلوی حضرات فاضل بریلوی کی طرف کرنا توہین سمجھیں گے۔

- 6- اور دنیا کی بعض باتیں جو علم دین سے متعلق نہیں ان کو اگر انبیاء نہ جانیں تو یہ ان کے لیے عیب نہیں۔
- 7- اگر بعض جزوی باتوں کا علم کسی کو ہو اور نبی کو نہ ہو تو اس سے وہ نبی سے بڑھ نہیں جائے جیسے کہ ہد ہد نے آکر سلیمان علیہ السلام سے کہا تھا ایسی خبر لایا ہوں جو آپ کو نہیں۔
- 8- سیدنا علیؑ کو حضرت مابورؓ کے قتل کے لیے بھیجا وہ کنوئیں میں چھپے تھے جب حضرت علیؑ نے نکالا اور قتل کرنے لگے وہ گر پڑے اور ان کی چادر (تہبند) کھل گئی۔ سیدنا علیؑ کی اچانک نظر ان کے ستر پر پڑی وہ تو نامرد تھے قتل نہ کیا۔ واپس آئے آپ علیہ السلام نے تو سارا واقعہ عرض کر دیا۔ تو سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الشاهد یروی ما لا یری الغائب۔ (مسند احمد)

اب کیا سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم کوئی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کہے گا؟ ہر گز نہیں۔

اب عبارت کو دیکھیے جہاں حضرت نے اس شیطانی قیاس کا جواب دیا ہے جس کو اہل بدعت اچھا نہیں سمجھتے وہ عبارت یہ ہے:

”الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر (یعنی ان کو جو بعض جزئیات حادثہ دنیاویہ کا علم ہے کہ جن سے ان کا مقصد اغوا اور قبض ارواح ہے۔ وہ ان کو حاصل ہو گیا ہے اور یہ پیدا بھی اسی کے لیے گئے ہیں ان پر قیاس کر کے) علم محیط زمین فخر عالم کو (یعنی علم غیر عطائی ذاتی آپ علیہ السلام کو مانا جائے تاکہ روئے زمین میں جہاں بھی مجلس موجود ہو وہیں آپ تشریف لائیں۔ ہم نے علم محیط زمین کا مطلب ذاتی علم اس لیے کیا ہے۔ کہ آگے حضرت سہارنپوری نے ص 57 پر خود لکھا ہے یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلاء کا یہ عقیدہ ہے اگر یہ جانے کہ حق تعالیٰ اطلاع دے کر حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بدون ثبوت شرعی کے اس پر عقیدہ درست بھی نہیں۔) خلاف نصوص قطعیہ کے بلادلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ (یعنی ذاتی علم کو بغیر کسی دلیل کے نبی محترم کیلئے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے یعنی ذاتی علم کو بغیر کسی دلیل کے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنا شرک ہی ہے جیسا کہ فاضل بریلوی نے خود ملفوظات ص 317 میں فرمایا ہے کہ غیر خدا کے لیے کی ایک ذرہ ذاتی علم ماننا کفر ہے۔) شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت (کہ ملک الموت کا روحوں کو قبض کرنا اور شیطان کا بھاگ دوڑ کر کے لوگوں کو گمراہ کرنا جس کے لیے وہ پیدا کیے گئے ہیں) نص سے ثابت ہوئی (وہ آپ بھی مانتے ہیں اور آپ نے بھی یہ باتیں لکھی ہیں کہ ان کاموں کے لیے ان کو وسعت دی گئی ہے۔) فخر عالم کی وسعت علم کی (یعنی ذاتی علم جو محیط ہو علم زمین پر) کون سے نص قطعی سے ثابت ہے۔ (براہین قاطعہ ص 55)

اس میں کیا گستاخی ہے؟

- 1- اس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم محیط ذاتی ماننا شرک قرار دیا ہے۔ وہ آپ کو بھی مسلم ہے اور یہ قید ہماری نہیں بلکہ حضرت نے اس بحث کے آخر میں خود لکھی ہے کہ یہ بحث اس صورت میں ہے جب علم ذاتی مانا جائے۔
- 2- آپ علیہ السلام کے علوم عالمیہ و کمالیہ کی بات نہیں ہو رہی بلکہ شیطان و ملک الموت کے دائرہ کار کی بات ہو رہی ہے۔
- 3- نصوص قطعیہ میں تو ایسے علوم کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق نہیں کہا گیا ہے جیسے شعر گوئی وغیرہ اس لیے شیطانی سوچ و فکر پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو محیط ماننا نصوص قطعیہ کا رد ہے۔
- 4- اور مولانا کے یہ الفاظ کہ ”یہ وسعت یہ اس بات پر مشیر ہے کہ ان ملک الموت اور شیطان کے دائرہ کار کی بات ہو رہی ہے نہ کہ مطلق اور جمیع علوم کی۔
- 5- یہ بات کہ شیطان کے دائرہ کار کا علم نبی کو ہوتا ہے ہمیں مسلم نہیں بریلویوں کو مسلم ہے۔ مثلاً جاء الحق میں مفتی احمد یار نعیمی نے لکھا ہے۔ حضور علیہ السلام کو تمام جہان والوں کا علم دیا گیا اور جہان والوں میں شیطان بھی شامل ہے۔ (جاء الحق ص 77)

اس لیے بریلویوں کو تکلیف ہے کہ یہ گستاخی ہے ہم کہتے ہیں ان گندی باتوں کا علم ماننا گستاخی ہے نہ کہ انکار۔ اس لیے کہ آپ کے جید عالم مولوی اللہ دتہ صاحب لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو وہ امور غیبہ جن کا علم ان کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ ان کا علم عطا فرماتا ہے اور کسی کے لیے غیر ضروری معلومات مہیا کرنا حکیم اور علیم کی شان نہیں۔ (تنویر النواطر ص 48)

آپ کی معتبر کتاب روضۃ القیومیہ میں ہے ہزار ہا علوم و معارف اس قسم کے ہیں کہ انہیں انبیاء سے منسوب کرنے سے عار آتی ہے۔

(ج 1- ص 160)

تو یہ بات ہمیں تو اچھی نہیں لگتی البتہ بریلوی حضرات کو اچھی لگتی ہے تو ان کی قسمت۔ الزام کا خلاصہ یہ تھا کہ یہ شیطان کے علم کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ مانتے ہیں۔ جبکہ یہ بات چور مچائے شور کے حساب سے ہے۔ کیونکہ یہ تو تم نے ہی لکھی ہے اور اپنا آپ چھپانے کے لیے ہمارے نام لگادی جن کو اس کا وہم و گمان بھی نہیں گزرا تھا ہم تو اس کو کفر سمجھتے ہیں۔ اب سنیے! فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

1۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے۔ ابلیس کا علم معاذ اللہ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔ (خالص الاعتقاد ص 6)

یہی بات اولیٰ بہا و پوری نے عقائد صحابہ ص 5 رسائل اویسیہ ج 2 اور الیاس عطار قادری نے کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب کے ص 245 اور نعیم اللہ خان قادری نے شرک کی حقیقت کے ص 132 پر نقل کی ہے۔ جس کا مطلب صاف یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کا علم اوروں سے تو زائد ہے مگر ابلیس کا علم آپ کے علم مبارک سے وسیع تو ہے مگر وسیع تر نہیں۔

2۔ مفتی احمد یار نعیمی نے معلم التقریر ص 95 پر سیدنا آدم کو ابلیس کا شاگرد بنایا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ استاد کا علم طالب علم کم مان کر نہیں آتا زیادہ مانتا ہے تو پڑھنے آتا ہے۔

3۔ اور یہی مفتی صاحب نور العرفان ص 730 پیر بھائی کمپنی لاہور پر لکھتے ہیں: شیطان نے کہا میں پرانا صوفی عابد عالم فاضل اور آدم علیہ السلام نے نہ ابھی کچھ سیکھا نہ عبادت کی۔ یعنی علم و عمل میں جناب آدم علیہ السلام سے شیطان زیادہ تھا۔

4۔ اب آپ بتائیں کہ بریلوی حضرات شیطان کے علم کو انبیاء سے زیادہ مانتے ہیں یا کم۔ مگر بدنامی کے ڈر سے یہ جرم ہم پر دھر دیا۔ وہ مثل مشہور ہے کسی علاقہ میں ناک کٹے کو حرامی کہتے ہیں۔ وہاں ایک ناک کٹا آگیا اس کو جب یہ معلوم ہوا تو جو آدمی اس کے پاس آتا اس کو حرامی کہتا۔ حالانکہ وہ ناک والے ہوتے تھے صرف اس لیے کہ یہ مجھے نہ کہیں میں پہلے ہی کہہ کے ان منہ بند کردوں۔ ہم آخر میں اپنا نقطہ نظر المہند علی المفند سے عرض کر دیتے ہیں۔ جو عرب و عجم کی مصدقہ ہے۔

”سوال: کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ ملعون شیطان کا علم سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ اور مطلقاً وسیع تر ہے اور کیا یہ مضمون تم نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے اور جس کا یہ عقیدہ ہو اس کا حکم کیا ہے؟

جواب: اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کا علم حکم و اسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمامی مخلوقات سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کے فتویٰ دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جاسکتا ہے ہاں کسی جزئی حادثہ حقیر کا حضرت کو اس لیے معلوم نہ ہونا کہ آپ نے اس کی جانب توجہ نہیں فرمائی آپ کے اعلم ہونے میں کسی قسم کا نقصان نہیں پیدا کر سکتا۔ جبکہ ثابت ہو چکا کہ آپ ان شریف علوم میں جو آپ کے منصب اعلیٰ کے مناسب ہیں۔ ساری مخلوق سے بڑھے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ شیطان کو بہتیرے حقیر حادثوں کی شدت التفات کے سبب اطلاع مل جانے سے مردود میں کوئی شرافت اور علمی کمال حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ ان پر فضل اور کمال کا مدار نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یوں کہنا کہ شیطان کا علم سیدنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے ہرگز صحیح نہیں

جیسا کہ کسی اپنے بچے کو جسے کسی جزئی کی اطلاع ہو گئی ہے یوں کہنا صحیح نہیں کہ فلاں بچہ کا علم اس متبحر و محقق مولوی سے زیادہ ہے جس کو جملہ علوم و فنون معلوم ہیں۔ مگر یہ جزئی معلوم نہیں اور ہم ہد کاسیدنا سلیمان علیہ السلام کے ساتھ پیش آنے والا قصہ بتا چکے ہیں اور یہ آیت پڑھ چکے ہیں۔ کہ مجھے وہ اطلاع ہے جو آپ کو نہیں اور کتب حدیث و تفسیر اس قسم کی مثالوں سے لبریز ہیں۔ نیز حکماء کا اس پر اتفاق ہے کہ افلاطون و جالینوس وغیرہ بڑے طبیب ہیں جن کو دواؤں کی کیفیت و حالات کا بہت زیادہ علم ہے حالانکہ یہ بھی معلوم ہے کہ نجاست کے کیڑے نجاست کی حالتوں اور مزے اور کیفیتوں سے زیادہ واقف ہیں تو افلاطون و جالینوس کا ان ردی حالت سے ناواقف ہونا ان کے اعلم ہونے کو مضر نہیں اور کوئی عقلمند بلکہ احمق بھی یہ کہنے پر راضی نہ ہو گا کہ کیڑوں کا علم افلاطون سے زیادہ ہے۔ حالانکہ ان کا نجاست کے احوال سے افلاطون کی بہ نسبت زیادہ واقف ہونا یقینی امر ہے اور ہمارے ملک کے مبتدعین سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمام شریف و ادنیٰ و اعلیٰ و افضل علوم ثابت کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق سے افضل ہیں۔ تو ضرور سب ہی کے علوم جزئی ہوں کلی آپ کو معلوم ہوں گے اور ہم نے بغیر کسی معتبر نص کے اس فاسد قیاس کی بناء پر اس علم کلی و جزئی کے ثبوت کا انکار کیا ہے۔ ذرا غور تو فرمائیے کہ ہر مسلمان کو شیطان پر فضل و شرف حاصل ہے۔ پس اس قیاس کی بناء پر لازم آئے گا کہ ہر امتی بھی شیطان کے ہتھکنڈوں سے آگاہ ہو اور لازم آئے گا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر ہو اس واقعہ کی جسے ہد نے جانا اور افلاطون و جالینوس واقف ہوں کیڑوں کی تمام واقفیتوں سے اور سارے لازم باطل ہیں چنانچہ مشاہدہ ہو رہا ہے۔ یہ ہمارے قول کا خلاصہ ہے جو براہین قاطعہ میں بیان کیا گیا جس نے کند ذہن بد دینوں کی رگیں کاٹ دیں اور دجال و مفتری گروہ کی گردنیں توڑ دی ہیں۔ سو اس میں ہماری بحث صرف بعض حادثات جزئی میں تھی اسی لیے اشارہ کا لفظ ہم نے لکھا تھا تاکہ دلالت کرے کہ نفی و اثبات سے مقصود صرف یہ ہی جزئیات ہیں لیکن مفسدین کلام میں تحریف کیا کرتے ہیں اور شاہنشاہی محاسبہ سے ڈرتے نہیں اور ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ وہ کافر ہے چنانچہ اس کی تصریح ایک نہیں ہمارے بہترے علماء کر چکے ہیں اور جو شخص ہمارے بیان کے خلاف ہم پر بہتان باندھے اس کو لازم ہے کہ شاہنشاہ روز جزاء سے خائف بن کر دلیل بیان کرے اور اللہ ہمارے قول پر وکیل ہے۔“

(المہند علی المہند ص 57 تا 60)

مزید سنئے! بریلوی جید عالم دین مفتی خلیل احمد خان قادری برکاتی لکھتے ہیں:

رہی مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری مرحوم کی عبارت براہین قاطعہ جس کو مختلف جگہ کے فقروں اور ٹکڑوں کو جوڑ کر ایک کفری مضمون بنایا ہے یہ آپ کی (اعلیٰ حضرت) دستکاری کا ایک نمونہ ہے۔ کہیں کافر کہیں کاٹ کر لگا دیا اس کا سیاق و سباق غائب پھر اس میں بھی اپنی تصنیف شامل۔۔۔ آگے لکھتے ہیں:

مولوی نذیر احمد خان صاحب مدرس مدرسہ طیبہ احمد آباد گجرات نے اول رد براہین قاطعہ کا لکھا تھا جس کا نام بوارق لامعہ ہے جو 1309ء بمبئی مطبعہ دت پرشاد سے شائع ہوا اس میں براہین قاطعہ کی اصل عبارت کا انہوں نے یہ مطلب کہیں نہ بتایا نہ اس پر حکم کفر بیان کیا۔

(انکشاف حق ص 132)

آگے لکھتے ہیں: کیا وہ ہندوستانی زبان اور اس کے محاورات کو نہ جانتے تھے یا وہ کفر و اسلام کو بھی نہ پہنچانتے تھے۔ ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک براہین قاطعہ کی عبارت کا یہ مطلب ہی نہیں تھا جو آپ نے بیان فرمایا ہے۔ ورنہ وہ اس پر ضرور رد بلیغ فرماتے اور اسے احکام کفر بتاتے۔

(انکشاف حق ص 133)

مولوی عبدالسمیع رامپوری کی سنیے! رامپوری صاحب سے جب کہا گیا کہ براہین قاطعہ کا جواب لکھیں تو انہوں نے کئی عذر کیے اور یہ بھی عذر کیا کہ مؤلف براہین قاطعہ نے بہت سے مضامین ایسے لکھ دیئے ہیں جس سے اکثر اہل اسلام متوحش اور نفوز ہو گئے اور آگے مختلف باتیں لکھیں مگر اس عبارت کا نام و نشان نہیں معلوم ہوتا ہے اس وقت کے اہل اسلام نے اس عبارت کو قابل گرفت نہ سمجھا۔ (دیکھیے انوار ساطعہ ص 32)

آگے نظر ثانی کا عنوان قائم کر کے اس میں لکھتے ہیں: ہاں جو کوئی شبہ صاحب برہین قاطعہ کا واجب الدفع سمجھا جائے گا اب نظر ثانی (انوار ساطعہ) کی کر رہا ہوں خاص اپنی (انوار ساطعہ) میں اس شبہ کو لکھ کر حل کر دیا جائے گا۔ (انوار ساطعہ 34)

اگر یہ عبارت کفریہ ہوتی تو وہ ضرور اس کو بھی واجب الدفع سمجھتے مگر انہوں نے کئی مقامات پر جو بات دینے کے باوجود اس مقام پر عبارت کو رد بالکل نہیں کیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ ہندوستان کے علماء نے بشمول رامپوری صاحب یہ عبارت قابل رد و تردید نہ سمجھی اس لیے اس کو نہ رد کیا۔ یہ صرف فاضل بریلوی صاحب کی مہربانی ہے اور عنایت ہے کہ انہوں نے تکفیر کر ڈالی۔ حسد و عناد و بعض و کینہ کی آگ میں جلتے ہوئے۔ اس وقت فاضل بریلوی نے بھی اس کو کفر نہ کہا جب اس پر تفریظ لکھی تھی۔ اور رام پوری کی ہاں میں ہاں ملائی مگر اس عبارت کی تکفیر کا کہیں بھی ذکر نہیں۔ بہذا القدر نکستی

## الزام بر حکیم الامت مجدد ملت الشاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

اسی گنگوہی کے دم چھلوں میں سے اشرف علی تھانوی کہتے ہیں۔ اس نے ایک چھوٹی سے رسلیا تصنیف کی کہ چار ورق کی بھی نہیں اور اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔ اس کی ملعون عبارت یہ ہے کہ آپ کی ذات مقدمہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے۔ یا کل اگر بعض علوم غیبہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صیبی و مجنون بلکہ جمع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

(حسام الحرمین ص 18)

اس میں گستاخی کیا ہے ہمارا یہ سوال بریلویوں سے ہے۔

وہ جواب میں لکھتے ہیں:

تھانوی صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو ہر کس و ناکس زید و عمرو بلکہ مجنون پاگلوں جانوروں کے علم سے تشبیہ دی یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو ان کے مساوی بتایا اور اس پر فریقین کا اتفاق ہے کہ ان دونوں باتوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی توہین اور تحقیر ہے۔

(مسئلہ تکفیر اور امام احمد رضا ص 34)

خلاصۃ الکلام یہ ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گھٹیا تشبیہ دینا یا آپ کے علم کو گھٹیا چیزوں کے برابر کہنا توہین و گستاخی ہے۔ اب ہم سے سنئے! حضرت حکیم الامت کی عبارت میں نہ تو آپ علیہ السلام کے علم مبارک کو جانوروں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور نہ ہی ان کے برابر کیا گیا ہے۔

آئیے! بریلویوں کے جید عالم مفتی خلیل احمد خان قادری برکاتی کی سنئے وہ اسی عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جناب ابھی تک آپ یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ اس عبارت میں آپ کے نزدیک تشبیہ ہے یعنی معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو ان مذکورہ اشیاء کے علم کے ساتھ تشبیہ ہے یا برابری (کیونکہ ابھی گزر چکا ہے کہ بریلوی کہتے ہیں یا تشبیہ ہے یا برابری) فاضل بریلوی نے تو برابری کے معنی متعین کیے ہیں۔ چنانچہ اس کا ترجمہ عربی میں مثل کے ساتھ کیا ہے۔

مگر جناب کو ان کے بیان کئے ہوئے معنی میں تردد ہے جب ہی تو یہ کہ رہے ہیں۔ کہ تشبیہ دی یا برابری کر دیا۔ نعوذ باللہ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت میں نہ تشبیہ ہے نہ برابری لفظ ایسا نہ تشبیہ کے لیے متعین ہے نہ برابری کے لیے یہ فاضل بریلوی کی خوبی



فہم ہے کہ اپنی رائے سے مقرر کر کے اس پر احکام کفر لگا دیئے۔

سنئے! اہل زبان ہندوستان کے یہاں لفظ ایسا ہر جگہ تشبیہ کے لیے ہی نہیں بولا جاتا ہے ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ زید نے ایسا گھوڑا خریدا ہے۔ جو اس کو پسند آیا یا زید نے ایسا کام کیا جس سے سب لوگ خوش ہو گئے۔ کہیے کہاں دونوں مثالوں میں لفظ ایسے کے معنی تشبیہ یا برابری کے لیے کب ہوئے پھر چند سطور کے بعد لکھتے ہیں:

اگر مولوی شریف الحق صاحب کے بقول تشبیہ ہے تو تشبیہ میں مشبہ و مشبہ بہ میں برابری کیا لازم ہے اہل فن کا مقررہ قاعدہ ہے کہ مشبہ بہ مشبہ سے اقویٰ ہوتا ہے۔ خلیفہ معتمد باللہ کی مدح میں جو اس مداح حسان مصیعی شاعرانہ اندلس نے کہا تھا۔

کان ابوبکر ابوبکر الرضی

و حسان حسان وانت محمد

یعنی اے محمد روح تیرا وزیر ابو بکر ابن زید و ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مانند ہے اور تیرا مداح شاعر حسان مصیعی حسان بن ثابت مداح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند ہے اور تو خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند ہے۔

اس پر بعض شارحین شفا نے کہا تھا کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر معتمد باللہ کو حسان شاعر نے کہ دیا ہے اس پر علامہ خفاجی نے شرح شفا میں اور علامہ علی قاری نے اپنی شرح شفا میں اعتراض فرمایا اور تشبیہ کی بناء پر دعویٰ برابری کو خلاف قاعدہ مقررہ اہل فن قرار دیا۔ علامہ خفاجی نے نسیم الریاض میں فرمایا کہ ان شارحین کے کلام کو نہ ذکر کرنا ہی بہتر ہے۔ علامہ علی قاری نے فرمایا یعنی اس شعر حسان مصیعی پر شارحین نے مصنف کی تبعیت میں طویل کلام کیا ہے لیکن کلام اشکال سے خالی نہیں اس لیے کہ تشبیہ سے مشبہ بہ کے ساتھ کمال میں برابری لازم نہیں آتی بلکہ قاعدہ مقرر ہے کہ مشبہ بہ اقویٰ ہوتا ہے۔ سارے حالات میں۔ الخ.....

اس میں تصریح ہے کہ تشبیہ میں برابری نہیں ہوتی اگر کسی اعلیٰ درجہ کی چیز کو کسی ادنیٰ درجہ کی چیز سے بغرض سمجھانے مخاطب کو تشبیہ دے دی جائے تو اس کو توہین و تنقیص نہیں کہا جاسکتا۔ صحیح بخاری شریف میں حدیث موجود تھی:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ آپ پر وحی کس طور سے آتی ہے۔ تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی کبھی مجھ پر وحی مثل گھنٹہ کے آواز کے آتی ہے۔

غور کیجئے کہ اس حدیث شریف میں وحی الہی کے نزول کو گھنٹہ کی آواز کے مثل فرمایا یعنی گھنٹہ کی آواز سے تشبیہ دی ہے حالانکہ گھنٹہ کی آواز کو حدیث شریف میں شیطانی آواز فرمایا گیا ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

جس قافلہ میں گھنٹہ ہوتا ہے اس قافلے میں رحمت کے فرشتے نازل نہیں ہوتے کیا معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توہین وحی

فرمائی؟

(انکشاف حق ص 128 تا 130)

پھر آگے لکھتے ہیں: جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم کی پیدائش اور تمام عالم کی بقا کا سبب مان رکھا ہے اور تمام علوم عالیہ شریفہ لوازم نبوت کا جامع مان رہا ہے۔ کیا معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کی برابری زید عمر و مجانیں۔ و بہائم و حیوانات کے علم سے کرے گا۔

افسوس عقل و انصاف کو ترک کر دینا اور اپنی انفرادی رائے کو تمام اہل علم کی رائے پر ترجیح دے دینا جبکہ مصنف خود اپنی عبارت کے

لیے اس مضمون کا انکار صریح کر رہا ہے اور دوسرے اہل علم بھی اس خبیث مضمون کو اس عبارت کے لیے نہیں مانتے اس پر بھی وہی کہنا دین و دیانت کے خلاف نہیں تو اور کیا ہے۔

(انکشاف حق ص 131)

قارئین ذی وقار! مفتی خلیل احمد صاحب قادری برکاتی نے صاف کہہ دیا ہے کہ اس عبارت میں حکیم الامت نے نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک علم کو چوپاؤں کے برابر کہا ہے اور نہ ہی تشبیہ دی ہے۔

اور ہم بھی یہی کہتے ہیں اور یہی بات حکیم الامت نے بھی ارشاد فرمائی کہ لفظ ایسا مطلق بیان کے لیے بھی آتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ اللہ ایسا قادر ہے اب یہاں نہ تشبیہ ہے اور نہ برابری۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ گفتگو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ وسلم کے علوم مبارک کے متعلق نہیں کر رہے بلکہ وہ تو لفظ عالم الغیب پر گفتگو کر رہے ہیں کہ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب بعض علم کی وجہ سے کہا جاتا ہے تو پھر تو ہر ایک کو کہنا چاہیے کیونکہ ہر ایک کے پاس کچھ نہ کچھ معلومات ہوتی ہے جو کہ بعض علم کہلاتی ہے۔ آخری جملہ جو فاضل بریلوی نے اڑا دیا اس سے یہ بات مفہوم ہو رہی تھی وہ ٹکڑا یہ ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہوتی ہے اگر ٹکڑا لکھ دیا جاتا تو ہر آدمی اس ٹکڑے کو دیکھ کر بات سمجھ لیتا ہے کہ لفظ ”ایسا علم“ سے نبی پاک علیہ السلام کے علم مبارک کی طرف اشارہ نہیں بلکہ اس آخری ٹکڑے والے علم کی طرف اشارہ ہے۔ مگر فاضل بریلوی تو فاضل تھے۔

اور دوسری خیانت فاضل نے یہ کی کہ ایک ٹکڑا اور عبارت کا آخر سے اڑا دیا جو یہ تھا کہ تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے تاکہ لوگوں کا دماغ اس طرف نہ جائے کہ بات اس پر ہو رہی ہے کہ آپ علیہ السلام کو عالم الغیب کہا جاسکتا ہے یا نہیں۔ اب ٹکڑا اڑانے سے لوگوں کو دھوکہ دیا کہ بات آپ علیہ السلام کے علم مبارک کی ہو رہی ہے۔ القصہ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے مشورہ دیا کہ بے دین لوگ آپ کی تحریر کی وجہ سے عوام کو دھوکہ دیتے ہیں عبارت اگرچہ ٹھیک ہے مگر اس کو بدل دیا جائے تو کیا حرج ہے۔ تو آپ نے اس مشورہ کو قبول کر کے عبارت کو بدل دیا، اب عبارت یوں ہے:

اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا تخصیص مطلق بعض علوم تو غیر انبیاء کو بھی حاصل ہیں تو چاہیے سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔

(تغیر العنوان ص 13)

مگر بریلویت وہیں کھڑی ہے۔ اب بریلویت کے گھر میں چلتے ہیں۔ انہوں نے لفظ ایسا سے دو الزام لگائے۔

- 1- تھانوی صاحب نے آپ کے علم مبارک کو جانوروں کے علم سے تشبیہ دی۔
- 2- ان کے برابر علم کہا اب ہم بھی بریلوی لوگوں کے گھر سے ایسے الفاظ لاتے ہیں اور پھر دنیا کے غیر جاندار اور سمجھ دار لوگوں کو دعوت فکر دیں گے کہ اگر ہمارے لیے یہ اصول ہے تو ان کے لیے کیوں نہیں۔
- 1- مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں:

کسی کو الودگدھا کہہ دو تو وہ رنجیدہ ہو جاتا ہے اور حضرت قبلہ و کعبہ کہہ دو تو خوش ہوتا ہے حالانکہ الودگدھا بھی مخلوق ہیں اور قبلہ و کعبہ بھی ایسے ہی خالق کے مختلف ناموں میں مختلف تاثیریں ہیں۔ (اسرار الاحکام ص 52)

اب دیکھیے لفظ ”ایسے ہی“ کو وہ کہہ رہے ہیں جیسے کسی کو الودگدھا کہہ دیا جائے تو اثر پڑتا ہے ایسے ہی خدا کے ناموں سے دم وغیرہ کرنے میں بھی اثر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا انہوں نے اثر میں خدا کے نام اور الودگدھا کے ناموں کو برابر نہیں کیا اور کیا ایسی گھٹیا چیز سے تشبیہ دے کر

ان کا ایمان باقی رہا۔ مگر بریلویت کو سانپ سوگھ جائے جو اس عبارت کا جواب دینے کی کوشش کریں۔

2- یہی مفتی صاحب اور جگہ لکھتے ہیں:

انبیاء نے اپنے آپ کو ظالم ضال خطاوار وغیرہ فرمایا ہے اگر ہم یہ لفظ ان کی شان میں بولیں تو کافر ہو جائیں ایسے ہی حضور سے فرمایا گیا اپنے کو بشر کہو۔ (نور العرفان ص 802، کتب خانہ نعیمی لاہور)

تو کیا ہم کہہ سکتے ہیں مفتی احمد یار نعیمی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کو ظلم اور گمراہی کے برابر کہا ہے یا اس سے تشبیہ دی ہے؟ جو فتویٰ حکیم الامت حضرت تھانوی پر لگاتے ہو وہ مفتی احمد یار نعیمی پر بھی لگاؤ۔

3- یہی مفتی اور جگہ لکھتے ہیں:

جب لاٹھی سانپ کی شکل میں ہوگی تو کھائے گی پیئے گی مگر ہوگی لاٹھی یہ کھانا پینا اس کی اس شکل کا اثر ہوگا ایسے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور ہیں جب بشری لباس میں آئے تو نوری بشر تھے۔ یہ کھانا پینا نکاح وفات اسی بشریت کے احکام ہیں۔

(نور العرفان ص 805 کتب خانہ نعیمی لاہور)

کیوں شریف الحق امجدی صاحب! یہاں بھی لفظ ایسے آیا ہوا ہے تو کیا آپ کے اصول سے یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کو سانپ سے تشبیہ نہیں دی جا رہی کیا یہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مبارک کو سانپ کے برابر نہیں کہا جا رہا۔ یہاں آپ خاموش کیوں ہیں کیا وہ فتوے اور اصول ہمارے لیے ہی ہیں یا یہاں بھی کچھ توجہ فرمائیں گے۔

اور یہ بات گزر چکی ہے کہ حفظ الایمان کی عبارت پر سب سے پہلے مناظرہ مولوی احمد رضا اور مولانا عبد الباری فرنگی محلی کے مابین ہوا۔ جس میں بڑی ذلت سے فاضل بریلوی کو دو چار ہونا پڑا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے انوار مظہر یہ ص 292

اس وقت حضرت مولانا منظور احمد نعمانی صاحب نے حامد رضا کے اعلان پر کہ اگر یہ ہمارے متعلق ہوتی تو ہم اس پر عدالت میں درخواست دائر کرتے اور ہتک عزت کا پرچہ ان پر کروایا جاتا۔ یہی عبارت حامد رضا خان کے نام سے لے کر اپنے رسالے میں چھاپ دی مگر بریلویت کو سانپ سوگھ گیا۔ آج بھی کوئی بریلوی اپنی ضد پر اڑا رہا ہے تو اس کے نام سے یہ عبارت لکھ سکتے ہیں۔

4- مولوی اشرف سیالوی لکھتے ہیں:

وہاں سب لوگوں نے اللہ رب العزت کے سوال الست برکم کے جواب میں بلی کہا تھا لیکن یہاں کوئی شہاد کوئی فرعون کوئی ہامان اور ابولہب بن گئے اس کی وجہ یہی ہے کہ عالم ارواح و عالم اجساد کا معاملہ مختلف ہے اسی طرح نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں ملائکہ و انبیاء کے نبی تھے لیکن یہاں نہ کوئی ملک نہ نبی پھر آپ نبی کس کے تھے۔ (نبوت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ص 62)

بریلوی حضرات سے ہمارا سوال یہ ہے کہ یہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تمثیل فرعون و ہامان سے نہیں دی جا رہی؟ اس عبارت پر تو خود بریلوی مسلک کے لوگ بھی کہہ اُٹھے:

آپ نے بڑی دیدہ دلیری سے اور بے باکی سے سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم ارواح میں نبی ہونے اور بقول آپ کے عالم اجساد میں تقریباً 40 سال تک نبی نہ ہونے کا موازنہ حکم خداوندی کے مطابق جانوروں سے بھی بدتر کفار بلکہ کفار کے سرداروں کے کفر سے کر دیا۔ (نبوت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر آن لحظہ ص 62، 63)

اس تشبیہ و برابری پر کیا بریلوی علماء نے اس کو کافر کہا؟ اگر نہیں تو کیوں؟

5- فاضل بریلوی سے ایک سوال ہوا کہ ایک عالم نے اپنے وعظ میں کہا۔ ”اے مسلمانوں آپ لوگوں کو سمجھانے کے لیے ایک مثال دیتا ہوں اس کے بعد آپ لوگ خیال کریں کہ قوت ایمانی میں کہاں تک ضعیف ہو گیا ہے۔ دیکھو کسی حاکم کا چہرہ اسی سمن لے کر آتا ہے۔ تو اس کا کس

کا قدر خوف ہوتا ہے۔ حالانکہ حاکم ایک بندہ مثل و شامسن آدھے پیسے کا کاغذ جس میں معمولی مضمون ہوتا ہے۔ چہرہ 5، 6 روپے کا ملازم ہوتا ہے۔ مگر حالت یہ ہوتی ہے کہ اس کے خوف کے مارے لوگ روپوش ہو جاتے ہیں لاچاری سے لینا ہی پڑتا ہے بعدہ وکیل کی تلاش اور روپے کا صرف کرنا کذا و کذا اور اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین کہ وہم بھر میں تہہ وبالا کر سکتا ہے۔ اس کا حکم نامہ قرآن پاک و مقدس کہ جس کے ایک ایک حرف پر درس بیس تیس نیکی کا وعدہ ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے۔ الخ.....

**الجواب:** حاشا للہ اس میں نہ تشبیہ ہے نہ تمثیل نہ اصلا معاذ اللہ توہین کی بو۔ (فتاویٰ رضویہ ج 15، ص 150)

اب دیکھیے مولوی واعظ صاحب کہہ بھی رہے ہیں کہ ایک مثال دیتا ہوں اور اس میں اس نے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال چہرہ اسی سے دی ہے۔ مگر فاضل بریلوی نے چونکہ اپنا آدمی تھا اس لیے یہ کہہ دیا کہ کوئی تشبیہ و تمثیل نہیں حالانکہ وہ کہہ رہا ہے کہ میں مثال دیتا ہوں۔ اس آدمی نے تمثیل مانی بھی ہے مگر نہ اس مثال میں چہرہ اسی سے آپ علیہ السلام کی برابری تسلیم کی جاتی ہے۔ اور نہ تشبیہ۔ تو ہم بھی یہی کہتے ہیں ہماری مثال میں اس قسم کی گفتگو نہیں۔ اگر یہ گستاخی نہیں تو پھر ہماری کیوں ہے۔ کیا اسی وجہ سے ہے کہ ہم نے دین خالص لوگوں کو سنایا جس سے تمہیں تکلیف ہوئی۔

اصل میں توہین اور گستاخی بریلویت میں بہت ہے مگر چور بھی کہے چور چور کا اصول اپنا کر انہوں نے اپنی گستاخانہ عبارات اور توہین پر عشق و محبت کے مدعی ہونے کی چادر اوڑھ رکھی ہے اور علماء کرام اس فرقہ کی کتب کو جاہل و مجہول سمجھ کر پڑھتے نہیں اور جو بریلویت کو پڑھتا نہیں وہ ان کی گستاخیوں پر مطلع کیسے ہو گا۔

اس لیے علماء کرام سے گزارش ہے کہ ان کی کتب کو پڑھیں اور پھر فیصلہ فرمائیں کہ یہ لوگ گستاخ ہیں یا عاشق۔

**ایک اور طرز سے:**

بریلوی اس حفظ الایمان کی عبارت پر اعتراض کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کو تشبیہ دی گئی ہے جانوروں کے علم کے ساتھ تو یہ بات برابری کو لازم کرنے والی ہے۔ یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کو جانوروں کے علم سے تشبیہ دینے کی وجہ سے یہ لازم آتا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم مبارک جانوروں کے علم کے برابر ہے۔ یہ بات احمد رضا خان کی کتب کو دیکھ کر سمجھ آتی ہے۔ تو جواباً عرض یہ ہے کہ ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی اور خلیل احمد رانا جیسے بریلوی اسکالر کا عقیدہ و نظریہ تو یہ ہے کہ:

مشابہت سے مساوات بھی لازم نہیں آتی چہ جائے کہ مشبہ کی برتری کا قول کیا جائے۔ (افضیت غوث اعظم دلائل و شواہد ص 86)

تو معلوم ہو گیا کہ فاضل بریلوی نے بہت بڑی زیادتی کی ہے۔ جو کہ قابل معافی جرم نہیں اور یہی جرم اس کے ایمان کو کھا گیا کہ وہ خود اپنے فتویٰ کفر میں بری طرح پھنس گیا جیسا کہ آپ اجمالی نظر میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

مفتی عبد المجید خان سعیدی لکھتے ہیں: مثال محض تفہیم کے لیے ہوتی ہے مساوات کے لیے نہیں۔

(کنز الایمان پر اعتراضات کا آپریشن ص 186)

مفتی حنیف قریشی کہتے ہیں:

تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ و مشبہ بہ کی برابری سمجھنا پرلے درجے کی حماقت و جہالت ہے۔ (ص 539، روئیداد مناظرہ گستاخ کون)

مولوی ابو کلیم محمد صدیق فانی لکھتے ہیں:

مثال کے بیان سے مقصد کسی بات کو عام فہم انداز میں بیان کرنا مقصود ہوتا ہے یہ مطلب ہر گز نہیں ہوتا کہ جس چیز کے لیے مثال دی جا رہی ہے۔ مثال اس کا عین ہے اور ہو بہو اس پر صادق آتی ہے۔ محدث حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں: انه لا يلزم تشبيه الشئ بالشئ مساواته له۔ المنار المنيف ص 60 طبع بیروت (یعنی کسی شے کو کسی سے تشبیہ دی جائے تو یہ لازم نہیں آتا کہ یہ شے اس کے برابر ہے)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ اور مشبہ بہ سے برابری سمجھنا پرلے درجے کی حماقت (بے وقوفی) ہے۔ (آئینہ اہلسنت ص 390)

مولوی اشرف سیالوی لکھتے ہیں:

مثال میں صرف وجہ تمثیل کا لحاظ ہوتا ہے جملہ امور میں اشتراک نہیں ہوتا۔ (حاشیہ مناظرہ جھنگ ص 52)  
بلکہ مولانا لکھنوی نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ کبھی تشبیہ ناقص کے ساتھ مجرّد تفہیم کے واسطے ہوتی ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ اردوج 1 ص 20)

ایک اور طرز سے بریلوی عالم کا اعتراض:

بریلوی علامہ سردار احمد فیصل آبادی لکھتے ہیں:

اس ناپاک عبارت میں حضور پر نور شافع یوم النشور کے علم شریف کو بچوں، پاگلوں، جانوروں چار پاؤں کے علم سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں صریح توہین اور کھلی گستاخی ہے۔ (دیوبندی سے لاجواب سوالات ص 184، 183)  
یعنی گھٹیا اشیاء کے ساتھ تشبیہ دینا گستاخی و توہین و کفر ہے۔ جیسا کہ جید بریلوی عالم اور بریلویوں کے حکیم الامت مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں:  
آپ کی شان میں ہلکی مثالیں دینا کفر ہے۔ (مخلصانور العرفان ص 345)

اب آئیے دوسری طرف:

ہم پہلے بھی چند مثالیں لکھ آئے ہیں کچھ اور بھی عرض کر دیتے ہیں: بریلویت ملت کے قائد مولوی اشرف سیالوی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی مثال کافروں سے دیتے ہیں اور ان کی اس بات پر بریلوی علماء بھی بہت نالاں ہوتے ہیں۔  
مثلاً مفتی عبدالجید خان سعیدی لکھتے ہیں:

مصنف تحقیقات نے جو حدیث لا یقاس بنا احد سے انحراف کرتے ہوئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نبوت والا معاملہ کافروں، مشرکوں اور منافقوں سے ملا کر جس سوئے ادبی کا ارتکاب کیا ہے وہ اس پر مستزاد ہے حالانکہ نبوت جب سلب سے پاک ہے اور سلب نبوت محال ہے تو اسے غیر نبی اور وہ کافر، مشرک اور منافق کے کفر و شرک اور نفاق سے ملا دینا اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ سلب نبوت کے قائل نہ ہوتے تو یہ بات کبھی منہ سے نہ نکالتے اور گندی تشبیہ سے پرہیز کرتے۔ (سندیلوی کا چیلنج منظور ہے ص 34)

مولوی اشرف سیالوی لکھتے ہیں:

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس بشری نسبتاً کثیف تھا اس لیے اس کثافت کو بار بار کے شق صدر اور چلہ کشتی وغیرہ کے ذریعے جب لطیف کر دیا گیا تب آپ کو یہ منصب سونپا گیا اس حقیقت کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ دوپہر کے سورج کے آگے سیاہی مائل اور دیز تہہ والا بادل۔  
(مخلص تحقیقات ص 204)

اس پر تبصرہ کر کے سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

مصنف تحقیقات نے حضور کے چالیس سال کی عمر شریف تک بالقوہ بمعنی صلاحیت و استعداد نبی ہونے سے بھی صاف انکار کیا ہے اور آپ کی بشریت مقدسہ و مطہرہ منورہ از کی و اطیب کو کثیف قرار دے کر اسے موٹی تہہ والے سیاہ بادل سے تشبیہ دی ہے جو سخت سوء ادبی ہے۔  
(سندیلوی کا چیلنج منظور ہے ص 47)

مفتی احمد یار نعیمی کو بھی دیکھیے اور اس کی دلیری کو بھی مد نظر رکھیے کہ ام البشر سیدہ حواء علیہا السلام کے متعلق کیا تشبیہ دیتا ہے، کہتا ہے:  
حضرت حوا کو حضرت آدم کے جسم سے بغیر نطفہ بنایا دیکھو انسان کے جسم سے بہت سے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں مگر وہ اس کی اولاد نہیں کہلاتے۔  
(نور العرفان ص 93، النساء آیت نمبر 1)

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں:

ظاہری صورت کی یکسانیت دیکھ کر اولیاء انبیاء کو اپنا مثل نہ سمجھو نیم اور بکائن کا درخت یکساں معلوم ہوتا ہے مگر پھلوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ (نور العرفان ص 169، سورۃ الانعام آیت نمبر 99)

یہاں انبیاء و اولیاء کو تشبیہ بکائن کے کروے درخت سے دی ہے۔

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں:

بھڑ اور شہد کی مکی ایک ہی پھول چوستی ہیں مگر یہ پھول کارس بھڑ کے پیٹ میں پہنچ کر زہر اور شہد کی مکھی کے پیٹ میں پہنچ کر شہد بنتا ہے ایسے ہی ہمارا کھانا غفلت کا باعث ہے اور انبیاء کی خوراک نورانیت کے ازدیاد کا ذریعہ ہے۔ (نور العرفان ص 414، سورۃ المؤمنون آیت نمبر 32)

لفظ ”ایسے ہی“ بھی موجود ہے جو بریلوی اصول میں برابری اور تشبیہ دونوں کے لیے آتا ہے اور جن بریلویوں کے نزدیک صرف تشبیہ کے لیے آتا ہے وہ بھی دیکھیں کہ انبیاء کرام کو شہد کی مکھی سے تشبیہ دی گئی ہے جو کہ بریلوی اصول سے گستاخی بنتی ہے۔ آگے چلئے:

مفتی صاحب لکھتے ہیں: سانپ اور بھینس اگرچہ اللہ کی مخلوق ہے اس کی روزی کھاتے پیتے ہیں۔ مگر سانپ کے پاس زہر ہے اور بھینس کے پاس دودھ۔ اس لیے آپ سانپ کو مارتے ہیں اور بھینس کی خدمت کرتے ہیں۔ ایسے ہی کفار کے پاس کفر کا زہر ہے اور حضرات انبیاء، اولیاء، علماء کے پاس ایمان کا دودھ۔ (تفسیر نعیمی ج 3، ص 364، سورۃ آل عمران آیت نمبر 33)

مفتی صاحب کا ایک اور ظلم ملاحظہ فرمائیں: جیسے ایک ہی رحم سے مختلف اولاد پیدا ہوتی ہے ایسے ہی ایک ہی تعلیم سے مریدین کے مختلف حالات ہوتے ہیں نگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی تھی۔ مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے درجات مختلف۔

(تفسیر نعیمی ج 3، ص 243، سورۃ آل عمران آیت نمبر 6)

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں: سچے مرید کا قلب گویا رحم ہے اور شیخ کامل کی نگاہ گویا نطفہ۔

اتنی حقیر چیزوں سے نبی پاک اور انبیاء علیہم السلام کو تشبیہ دینے والا کیا بریلوی اصول کی رو سے گستاخ نہیں۔

میں بریلوی مناظرین سے پوچھوں گا کہ سیالوی کی تشبیہات کا گھٹیا ہونا تم بھی مانتے ہو کیا اسے کافر و گستاخ اپنے سردار احمد کے فتوے سے کہتے ہو یا نہیں۔

اور اگر اس اصول سے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو معافی نہیں تو مفتی احمد یار نعیمی کو معافی کیوں جو انبیاء کو تشبیہ کبھی بھینس سے اور کبھی کسی سے دیتا ہے۔ اسے معافی کیوں ہے۔ بریلوی اکابرین نے اس کے خلاف کتنی کتابیں لکھی ہیں؟ آخر کیوں معافی دی۔ بریلوی حضرات شیر مادر سمجھ کر اور گیارہویں کاٹھنڈا میٹھا دودھ سمجھ کر ان سوالات کو ہضم تو کر سکتے ہیں جواب نہیں دے سکتے۔